مُرتّب

حضرت مولانا مُفتی احمد مُمتاز صاحب مدظلہم

خلیفۂ مجاز
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم

تلمیذِ رشید
حضرت مولانا مُفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
تعمیر معاشرہ جامعہ خُلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851
www.jamiakhulafaerashideen.com
societyrectifier@gmail.com

ایک مسلمان کی ذمہ داری

ہر مسلمان کو چاہیے کہ آپ ﷺ کا حقیقی غلام امتی اور فرمانبردار بنے ، اسی میں ان کی دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا بنادے۔

تصویر کے مسئلہ سے متعلق آپ ﷺ نے ایک مسلمان کے ذمہ جو کام لگایا ہے وہ وہی کام ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگا چکے ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جہاں تجھے تصویر نظر آئے اسے مٹادو۔ پھر یہی کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت ابوالہیاج الاسدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ جہاں تصویر ہو اس کو مٹادے اور جہاں تصویروں کے عام کرنے کی کوشش نظر آئے اس کوشش کو ناکام بنادے اور آپ ﷺ کے مطیع اور فرمانبردار امتی کا کردار ادا کرے۔

حفاظتی کیمروں کا حکم :......انسان بلکہ پوری کائنات کا حقیقی محافظ اور تھامنے والے ایک ہی ذات ہے جو......قادر......حافظِ مطلق......اور......حی و قیوم...... ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے واضح طور پر فرمایا ﴿ فَاللَّهُ خَيرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴾ کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والے ہیں اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے ﴿ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے ﴿ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُكرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفعَلُ مَا يَشَاءُ ﴾ اور جس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ، بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں......ایک جگہ فرماتے ہیں ﴿ أَينَ مَا تَكُونُوا يُدرِككُّمُ المَوتُ وَلَو كُنتُم فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ﴾ (کیوں کہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی وہاں بھی موت تم کو آدبائے گی ، اگرچہ تم قلعی چونے کے قلعے ہی میں (کیوں نہ) ہو۔

احادیث میں بکثرت ایسی اوراد وارد ہیں جن کے پڑھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے جیسے سونے سے قبل آیت الکرسی پڑھنا اور تین قل...... تین تین بار پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیرنا۔

ایک حدیث میں ہے جو سونے کے ارادے سے لیٹے اور سورہ فاتحہ اور قل ھواللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے، موت کے سوا ہر بلا سے امن پائے گا۔

چنانچہ جان، مال کی حفاظت کے روحانی اور مادی وہ طریقے جو شرعاً جائز اور ثابت ہیں، کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، ہر آدمی کی ذمہ لازم ہے کہ اپنے وسائل اور طاقت کے مطابق حفاظت کے ان طرق میں غفلت نہ کرے اور ان طریقوں کو بھی نظریاتی اور اعتقادی طور پر مستقل بالذات اور حقیقی محافظ نہ سمجھے بلکہ ان کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرے اور یہی عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو حفاظت ہوگی نہیں چاہے گا تو حفاظت کے ان وسائل کے اختیار کرنے اور مضبوط قلعوں میں ہونے کے باوجود بھی حفاظت نہ ہوگی اور دشمن کامیاب ہو جائے گا۔

چونکہ حفاظتی کیمرے کا استعمال تصویر بنانے اور دیکھنے کے بغیر ممکن نہیں جبکہ تصویر بنانے پر آپ ﷺ نے شدید وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، جن میں سے بعض اسی کتابچے میں آگے آرہی ہیں۔اس لیے ان کا استعمال شرعاً ناجائز و حرام ہے۔

رہی یہ بات کہ ان کیمروں کے ذریعے جو جاندار کی شبیہ بنا کر اسکرین پر نظر آتی ہے یہ تصویر ہے یا عکس؟ تو اس کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں، ہر وہ مسلمان جو حق تک پہنچنا چاہتا ہے وہ بآسانی اس کو سمجھ سکتا ہے۔جس کی مختصر تفصیل یہ ہے :

خدا داد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصویر اور عکس میں ایسا آسان اور عام فہم فرق بیان فرمایا ہے کہ ہر مسلمان اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے، چنانچہ ان کے بیان کردہ فرق کا مدار دو چیزیں ہیں:

(۱) صنعت (انسان کے عمل اور بنانے کا اس میں دخل ہونا/ نہ ہونا)

(۲) تابعیت (اصل کے تابع ہونا/ نہ ہونا)

جاندار کی جس شبیہ میں صنعت نہیں یعنی کسی انسان نے اپنے اختیار سے کچھ کر کے نہیں بنایا اور وہ شبیہ اصل کے تابع ہے یعنی اصل ہے تو وہ پانی اور آئینہ پر نظر آتا ہے، اگر اصل وہاں سے ہٹ جائے تو پھر شبیہ بھی نظر نہیں آتی، ایسی شبیہ کو عکس کہا جاتا ہے جس کا بننا اور چند شرائط کے ساتھ دیکھنا جائز ہے۔

اور جاندار کی وہ شبیہ جس میں صنعت ہے اور تابعیت نہیں اس کو تصویر یا مورتی اور مجسمہ کہا جاتا ہے یعنی جس شبیہ کو انسان اپنے اختیار سے ایسا تصرف کر کے بنائے کہ وہ اصل کے تابع نہ رہے تو وہ تصویر یا بت ہے جس کا بنانا یا دیکھنا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ جو مسلمان انصاف سے اس فرق کو سمجھے گا اس کو جاندار کی وہ شبیہ جو حرام ہے کی درج ذیل اقسام میں کسی قسم کا شبہہ نہ رہے گا البتہ جو ان حرام چیزوں کا عادی اور خوگر ہونے کی وجہ سے بضد ہے اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں کو منوانے کے ہم مکلّف ہیں۔

جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام:

اس وقت دنیا میں ہر جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام اور صورتیں یہ ہیں :

(۱) مجسمہ جس کو بت اور مورتی بھی کہا جاتا ہے۔

دیکھیے ! مجسمہ اور بت خود بخود نہیں بنتا بلکہ کسی انسان کی صنعت اور عمل سے بنتا ہے اور جس کا مجسمہ اور بت ہے اس اصل کا تابع بھی نہیں ہے، اگر وہ اصل مر کر قبر میں بھی جائے تو بھی اس کی یہ شبیہ جو مجسمہ اور بت کی صورت میں ہے موجود رہے گی۔

(۲) تصویر: جو کاغذ، دیوار اور لکڑی وغیرہ پر بنی ہو، چونکہ یہ شبیہ بھی انسان کی صنعت اور عمل سے بنی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں ہے بلکہ اصل کے غائب ہونے کے باوجود یہ موجود رہتی ہے، اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور حرام ہے۔

(۳) سینما کی تصاویر : جو ایک پردے پر بجلی کی روشنی ڈالنے سے اچھلتی کودتی نظر آتی ہیں، یہ شبیہ بھی از اول تا آخر انسان کی صنعت اور عمل کی محتاج ہے، کیونکہ کیمرے، مشینیں وغیرہ آلات

سب انسان بناتا ہے، پھر انسان ہی اسے چلا کر منظر کشی کرتا ہے اور اپنی چاہت پر خاص پردے پر دکھاتا ہے، نیز یہ پردے پر رونما ہونے والی تصاویر اصل کے تابع بھی نہیں رہتیں، ان میں سے کئی وہ بھی ہوتے ہیں جو مر کر دنیا ہی سے چلے گئے ہیں لیکن ان کی یہ شبیہ اور تصویر اب بھی باقی ہے۔

(۴) **ڈیجیٹل تصویر** : جو ڈیجیٹل کیمرے سے لے کر ٹی وی کی اسکرین یا کمپیوٹر اسکرین یا موبائل کی اسکرین پر دکھائی جاتی ہے، یہ ڈیجیٹل شبیہ اور اس کے آلات بھی انسان کی صنعت اور عمل سے وجود میں آتے ہیں، اس کیمرے کو انسان ہی اپنے اختیار سے بناتا ہے اور پھر منظر کشی کے وقت خود انسان ہی اس کیمرے کو چلاتا ہے اور منظر کشی کرتا ہے اور پھر انسان ہی اپنے اختیار سے جب چاہتا ہے کسی بھی اسکرین پر بجلی کی روشنی ڈال کر دکھاتا ہے، ان میں سے کوئی کام خود بخود خواہ انسان چاہے یا نہ چاہے، نہیں ہوتا، سب انسان کے صنعت اور اختیار سے ہوتا ہے، اسی طرح تابعیت بھی نہیں رہتی، کیونکہ جن لوگوں کا یہ منظر بنایا گیا ہے اگرہ اسکرین کے سامنے نہ بھی ہوں تو بھی ان کی شکلیں اچھلتی، کودتی اور بولتی، ہنستی نظر آتی ہیں، لہٰذا اس کے تصویر ہونے میں بھی کوئی شبہہ نہیں، جس طرح سینما کے پردے پر روشنی کے ذرات سے بنی ہوئی شبیہ اتفاقاً تصویر اور حرام ہے، بعینہٖ اسی طرح اسکرین پر روشنی کے ذرات سے بنائی جانے والی شبیہ بھی تصویر اور حرام ہے۔

(۵) **براہِ راست منظر کشی اور تصویر سازی**: جس کو انگریزی میں ''live'' کہا جاتا ہے، جو کہ مثلاً دو موبائلوں کے استعمال کے وقت نظر آتی ہے، ہر بات کرنے والا اپنے موبائل کا کیمرہ کھول کر اپنے چہرے کو سامنے کر دیتا ہے جس سے اس کی شبیہ اور شکل وصورت دوسرے کے موبائل اسکرین پر نظر آتی ہے، یہ شبیہ بھی تصویر اور ناجائز وحرام ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی انسان اپنے اختیار اور عمل سے کیمرے کے ذریعے اپنی شبیہ بناتا ہے اور پھر دوسرے کے پاس بھیجتا ہے، بدوں بنائے دوسرے کے پاس بھیجنا ممکن ہی نہیں اور جس گھڑی شبیہ بناتا ہے اسی گھڑی بناتے ہی وہ شبیہ اپنے اصل کے تابع نہیں رہتی، گویا اس میں انسان کی صنعت بھی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور تصویر ہے۔

شبہہ : بعض کو یہاں یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یہاں تابعیت ختم نہیں ہوتی کیونکہ جب موبائل کا کیمرہ چہرہ سے ہٹایا جاتا ہے یا موبائل بند کر دیا جاتا ہے فوراً وہ شبیہ اور صورت بھی ختم ہو جاتی ہے، اصل کے ہٹنے سے وہ شبیہ بھی اسکرین سے ختم ہو جاتی ہے۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور ایک ہے اس شے کی بقاء۔

براہِ راست دکھائے جانے والے منظر میں وجود تو ہو جاتا ہے یعنی تصویر بن جاتی ہے، البتہ دکھانے کے ساتھ ہی اس کو مٹا دیا جاتا ہے، اسی طرح بنتی، دِکھتی اور مٹتی رہتی ہے، اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی تختہ سیاہ یا دیوار وغیرہ پر تصویر بنا کر فوراً مٹا دے تو بھی اس کو بنانے کا گناہ ہوگا ،البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہ ہوگا، کیونکہ بنانے کے بعد اس نے باقی نہیں چھوڑی بلکہ فوراً مٹادی۔ اسی طرح براہِ راست نظام میں بنانے کا گناہ ہوگا، البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہیں ہوگا کیونکہ تصویر بنا کر مٹا دی جاتی ہے۔

(۶) فضائی تصویر : ممکن ہے کہ عنقریب ایسی تصویر بھی آجائے جو فضاء اور ہوا میں بنائی جائے وہ بھی حرام ہے کیونکہ جاندار کی اس شبیہ کے بنانے والے آلات کیمرہ وغیرہ انسان کی صنعت اور عمل کا نتیجہ ہیں اور پھر ان آلات کا چلانا اور فضاء میں شبیہ بنانا بھی انسان کے اختیار اور عمل کا نتیجہ ہے، گویا اس میں از اول تا آخر انسان کے عمل کا دخل ہے، نیز یہ شبیہ اصل کے تابع بھی نہیں کیوں کہ بنانے والے جب چاہیں گے یہ منظر دکھائیں گے خواہ اس وقت اور اسی جگہ اس منظر کے اصل لوگ موجود نہ بھی ہوں۔

الحاصل : قیامت تک جاندار کی شبیہ کی جتنی قسمیں بنتی رہیں گی ہر قسم کا حکم ان خداداد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قاعدہ اور فرق سے بآسانی معلوم ہوتا رہے گا، اس قاعدہ اور فرق کی باحوالہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہمِ سلیم اور **سمعنا و اطعنا** کا جذبہ اور عزم عطاء فرمائیں اور اتباعِ ہوا اور **سمعنا و عصينا** کی بری عادت سے اپنے فضل وکرم کے صدقے محفوظ فرمائیں۔

﴿تصویر پر وعیدیں﴾

حدیث نمبر۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا........... قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَاباً یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْنَ یُصَوِّرُوْنَ ھٰذِہِ الصُّوَرَ.
(صحیح البخاری ۲/۹۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو ان (جاندار کی) تصویروں کو بناتے ہیں۔

حدیث نمبر۲: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْنَ یُضَاھُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰہِ.
(صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (جاندار چیزوں میں) اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی نقالی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۳: عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ کُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِی دَارِ یَسَارِ بنِ نُمَیرٍ فَرَأَی فِی صُفَّتِہِ تَمَاثِیلَ فَقَالَ سَمِعتُ عَبدَ اللّٰہِ قَالَ سَمِعتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِندَ اللّٰہِ یومَ القِیَامَۃِ المُصَوِّرُون.
(صحیح البخاری ۲/۸۸۰،ط:قدیمی)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب (جاندار کی) تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

حدیث نمبر۴: عَنْ أَبِی طَلحَۃَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْر. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (شوقیہ) کتا یا (جاندار کی) تصویر ہو۔

حدیث نمبر۵: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: اِنِّی رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِیْ فِيْهَا فَقَالَ لَهٗ: أُدْنُ مِنِّی فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: أُدْنُ مِنِّی فَدَ نَا حَتّٰی وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰی رَأْسِهٖ وَ قَالَ: أُنَبِّئُکَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: کُلُ مُصَوِّرٍ فِیْ النَّارِ يَجْعَلُ لَهٗ بِکُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا، فَتُعَذِّبُهٗ فِیْ جَهَنَّمَ، وَ قَالَ: اِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَ مَا لَا نَفْسَ لَهٗ.
(الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تصویر ساز ہوں مجھے اس کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمایئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میرے قریب ہو جا، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا اور قریب ہو جا، وہ اور اتنا قریب ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے خود رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ہر وہ شخص جو (جاندار کی) تصویر بناتا ہے، جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر میں ایک جان بنائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گی، اگر آپ کو یہی تصویر سازی کا پیشہ ہی اختیار کرنا ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویریں بنایا کرو۔

حدیث نمبر۶: أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ يَکُنْ يَتْرُکُ فِیْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبَ اِلَّا نَقَضَهٗ. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر (جاندار کی) تصاویر ہوتیں مگر اس شے کو توڑ دیتے۔

تنبیہ: اگر لکڑی وغیرہ پر ہوتی تو اسے توڑ دیتے اور اگر کپڑے وغیرہ پر ہوتی تو کپڑے کو پھاڑ دیتے یعنی اس طرح توڑتے اور پھاڑتے کہ اس کا چہرہ مسخ ہو جاتا۔

حدیث نمبر۷: عَن اَبِی الهَیَّاجِ الاَسَدِی قَالَ قَالَ لِی عَلِیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ اَلَا اَبعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِی عَلَیهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَن لَّا تَدَعَ تِمثَالًا اِلَّا طَمِستَهٗ وَلَا قَبرًا مُشَرَّفًا اِلَّا سَوَّیتَهٗ. وَفِی رِوَایَةٍ : وَلَا صُورَةً اِلَّا طَمِستَهَا.
(الصحیح لمسلم ۱/۳۱۲)

ابوالھیاج اسدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میں تمہیں اس کام کا حکم دے کر بھیجتا ہوں جس کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دے کر بھیجا تھا (اور وہ یہ کہ جاندار کی جو) تصویر (نظر آئے اسے مٹادو) مٹائے بغیر مت چھوڑو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو مگر یہ کہ اس کو زمین کے برابر کردو (یعنی ایک بالشت کے قریب کردو)

حدیث نمبر۸: عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا اَخبَرَهٗ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ : إِنَّ الَّذِینَ یَصنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُونَ یومَ القِیَامَةِ یُقَالُ لَهُم أَحیُوا مَا خَلَقتُم. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ان لوگوں کو جو (جاندار کی) تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا ''جو کچھ تم نے بنایا ہے (ان میں روح ڈال کر) ان کو زندہ کرو۔

حدیث نمبر۹: عَن أَبِی زُرعَةَ قَالَ دَخلتُ مَعَ أَبِی هُرَیرَةَ فِی دَارِ مَروَانَ فَرَأَی فِیهَا تَصَاوِیرَ فَقَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَن أَظلَمُ مِمَّن ذَهَبَ یَخلُقُ خَلقًا کَخَلقِی فَلیَخلُقُوا ذَرَّةً أَو لِیَخلُقُوا حَبَّةً أَو لِیَخلُقُوا شَعِیرَةً. (الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ابوزرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر میں تصاویر دیکھ کر فرمایا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اوراس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو (جاندار) مخلوق (کی تصویریں اس طرح) بناتا ہے جیسے میں بناتا ہوں، پس یہ ایک ذرہ یا غلہ اور جو کے ایک دانے کو بنائیں۔

﴿عکس اور تصویر میں فرق﴾

بعض تصویر کو "عکس" بول کر بے دھڑک استعمال کرتے ہیں، جبکہ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں دو ایسے واضح اور کھلے فرق بیان فرمائے ہیں کہ ان پڑھ آدمی بھی اگر انصاف سے پڑھ کر سوچے گا تو وہ بھی سمجھ جائے گا کہ یہ "عکس" نہیں ہے بلکہ تصویر ہے اور حرام ہے:

(فرق نمبر۱) "عکس اپنے وجود اور بننے میں انسان کے اختیار اور صنعت و کاریگری کا محتاج نہیں ہوتا":

یعنی عکس میں انسان کی کاریگری و اختیار کا دخل نہیں ہوتا، انسان نہ بھی چاہے تو بھی عکس بنتا ہے جیسے کوئی آدمی آئینہ، پانی یا کسی بھی چمکدار شے کے سامنے جائے تو اس کا عکس اس شے کی سطح پر ضرور نظر آئے گا، ذوالعکس چاہے یا نہ چاہے۔ یہی وجہ ہے کہ عکس کی تعریف میں فعل لازمی ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ "عکس" کو "انطباع......منقش ہوجانا" سے تعبیر کرتے ہیں، اور "عکس" کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ عکس وہ شبیہ ہے کہ جب کوئی شے چمکدار شے کے مقابل آئے تو اس شے کی صورت اور مثال اس چمکدار شے میں خود بخود بدوں انسانی صنعت و اختیار کے منقش ہوجائے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

وَ يُعَبِّرونَ عَنهُ بِالانطِبَاعِ و هُو أنَّ المُقَابِلَ لِلصَّقِيلِ تَنطَبِعُ صُورتُهُ وَ مِثَالُهُ فِيهِ لا عَينُهُ وَ يدُلُّ عليه تعبيرُ قاضيخان بقولِه : لِأَنَّه لَم يَرَ فرجَها و اِنَّمَا رَأىٰ عَكسَ فَرجِها ، فافهم.

(الشامية ۴ / ۱۱۶ ، ۱۱۷)

دیکھیے !اس میں لفظِ ''انطباع'' اور ''تنطبع'' دونوں بتارہے ہیں کہ عکس کے وجوداور بننے میں انسان کی صنعت، کاریگری اوراختیار کا کوئی دخل نہیں۔ جبکہ تصویراپنے وجوداور بننے میں ازاول تا آخرانسان کی صنعت وکاریگری اوراختیار کی محتاج ہوتی ہے۔

اسکرین پرظاہرہونے والی شبیہ کاحکم:

اس فرق سے معلوم ہوا کہ ٹی وی اورموبائل کی اسکرین پرظاہرہونے والی جاندار کی شبیہ ''تصویر'' ہے نہ کہ ''عکس'' کیونکہ یہ اپنے وجوداور بننے میں انسان کی صنعت وکاریگری اوراختیار کی محتاج ہے،آزادنہیں ہے۔

(فرق نمبر۲) ''عکس ہمیشہ اصل اورذوالعکس کا تابع ہوتاہے'' :

یعنی عکس میں دائماً اس بات کا ہونا ضروری اورشرط کے درجے میں ہے کہ وہ اصل یعنی معکوس کا تابع ہو۔اورتابعیت کے لیے ضروری ہے کہ بیک وقت معکوس (وہ شے جس کاعکس بنتا ہے)اورعکس دونوں موجود ہوں ۔لہٰذا جہاں اصل کے تابع ہونے سے نکلے گا یعنی جہاں بغیر معکوس کے عکس ہوگا تواس کوعکس نہیں کہا جائے گا بلکہ تصویرکہا جائے گا۔

اسکرین پرظاہرہونے والی شبیہ کاحکم:

ظاہرہے کہ اسکرین کی یہ شبیہ اصل کے تابع نہیں ہے کیونکہ یہاں معکوس کے بغیرہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اصل قبر میں ہوتا ہے اوراس کی شبیہ اسکرین پرنظرآرہی ہوتی ہے ۔اگر یہ عکس ہوتا تو یا تو اصل اورمعکوس بجائے قبر کے اسکرین کے سامنے ہوتا اور یا یہ شبیہ بجائے اسکرین کے اصل اورمعکوس کے ساتھ قبر میں ہوتی ۔اذلیس فلیس۔

﴿صنعت واختیاراورتابعیت کافرق......اور......اکابررحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریرات﴾

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

''سوال : کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ زید عالم ہے وہ کہتا ہے کہ تصویردستی

یعنی قلم کی بنی ہوئی کا بنوانا یا مکان میں رکھنا حرام ہے لیکن فوٹو کا لیا جانا اور مکان میں رکھنا حرام نہیں ہے بایں دلیل کہ فوٹو آئینہ کا عکس ہے، عام لوگ آئینہ دیکھتے ہیں؟

الجواب :زید کا قول بالکل غلط ہے اور یہ قیاس مع الفارق ہے، آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہو جاتا ہے بخلاف فوٹو کے، اور یہ بالکل ظاہر ہے اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے"۔

(امداد الفتاویٰ ۴/۲۵۳)

دیکھیے !اس عبارت میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول......"آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہو جاتا ہے بخلاف فوٹو کے"......سے واضح ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔

اسی طرح حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول......"اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے"......سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تصویر میں صنعت کا دخل ہوتا ہے اور عکس میں نہیں ہوتا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

"واقعہ یہ ہے کہ ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہو گیا۔فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنا دیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی"۔

(تصویر کے شرعی احکام :۱۵)

اس عبارت میں............"ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا

ہے''......سے ثابت ہوا کہ عکس اور تصویر میں تابعیت کا فرق ہے۔اسی طرح عبارت......''اس کو عکس اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ وروغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی''......سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عکس میں صنعت واختیار کا دخل نہیں ہوتا کیونکہ روغن اور مسالہ لگانا انسان کی صنعت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

''تصویر وعکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں،تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے''۔(احسن الفتاوی ۸/۳۰۲)

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

''(۳) اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں،اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے،اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے''۔(احسن الفتاوی ۹/۸۸)

عبارت......''اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے''......سے معلوم ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔یعنی عکس اور معکوس دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔

دوسری عبارت میں تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود تصریح فرمادی چنانچہ لکھتے ہیں:......''عکس اصل کے تابع ہوتا ہے''۔

ٹی وی اور تصویر کے ذریعے دین کی اشاعت
اور
اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ ٹی وی پر تبلیغ کے نہ ہم مکلّف ہیں اور نہ ہی ہمارے لیے تصویری تبلیغ جائز ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کرنا ہے جو کہ ناجائز اور گناہ ہے۔

(۱) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر ۱:

اس سلسلہ میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو، لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلّف ضرور ہیں کہ تبلیغِ دین کے لیے جتنے جائز ذرائع و وسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرے میں رہ کر تبلیغ کے مکلّف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے، لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اور آدابِ تبلیغ کو پسِ پشت ڈال کر جس جائز و ناجائز طریقے سے ممکن ہو، لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں۔ (نقوش رفتگاں: ۱۰۴)

(۲) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر ۲ :

اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لیے

استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا، اور رقص و سرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ (نقوش رفتگاں:۱۰۴)

(۳) مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبر ۱ :

ٹی وی کو جائز قرار دینے کی جسارت : جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خدا ترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے۔

(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷، ط: ادارۃ المعارف)

(۴) مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبر ۲ :

جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خدا ترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے..........اب جو نئے مفتی آئے ہیں انہوں نے فرما دیا کہ ٹیلی ویژن آج کل ضروریاتِ انسان میں داخل ہو چکا ہے گویا کہ اگر اس میں کوئی پہلو عدم جواز کا تھا بھی تو "الضرورات تبیح المحظورات" کے پیش نظر وہ بھی "کالمعدوم" ہو گیا، کیا یہ بھی کوئی شرعی دلیل ہے کہ انسان معصیت کا اس حد تک خوگر بن جائے کہ اسے چھوڑنے تو اضطراری کیفیت ہو جائے اور پھر اس معصیت کو حلال کر لے۔

(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷......ط: ادارۃ المعارف)

(۵) مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد :

اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دیندار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور

جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہوگئے۔(احسن الفتاویٰ ۹/۸۸)

(٦) جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتوی......مع......تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم :

نامحرم مرد کا عکس کسی نامحرم عورت کو اور نامحرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں جیسے آئینہ میں کسی نامحرم مرد و عورت کے لیے جائز نہیں، ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد و عورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

(اقتباس از فتویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/۱/ ۱۴۰۲ھ)

(۷) فتوی جامعہ دارالعلوم کراچی ......مع......تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم:

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے۔..................

ان میں سے پہلی صورت (''واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے'') میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پاکیزہ، مذہبی اور تعلیمی نوعیت کا پروگرام ہو وہ بلاشبہ تصویر ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا دکھلانا قطعاً حرام ہے، اس میں متحرک اور غیر متحرک تصاویر کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح جانداروں کی تصاویر کو بنانا حرام ہے اسی طرح بلا عذر بالقصد اور بالارادہ ان کو دیکھنا بھی حرام ہے۔(اقتباس از فتویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/۱/ ۱۴۰۲ھ)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر۱﴾

جب نفلی حج اور عمرہ وغیرہ امور کے لیے تصویر جائز ہے تو دین کی اشاعت اور باطل کے رد اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات کے تحفظ کے لیے ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغ کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب:

یہ ایسا مغالطہ ہے جو عوام کو تو دیا جا سکتا ہے لیکن صحیح علم رکھنے والوں کے سامنے یہ ایک خوشنما اعجوبہ سے کم نہیں ہے کیونکہ............:

(۱) نفلی حج اور نفلی عمرہ عبادت ہیں جو روحانی اور شرعی اعتبار سے مسلمانوں کی ضرورت ہیں

(۲) اس سلسلے میں جو ناجائز و حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے وہ ان کے اختیار سے بھی نہیں۔

(۳) اس کے اداء کرنے کی کوئی ایسی صورت نہیں جو منکرات سے پاک ہو۔

(۴) اس صورت میں بھی مفتیان عظام نے ان منکرات کو جائز نہیں فرمایا بلکہ صرف رخصت دی ہے کہ تمہیں اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ گناہ اس بااختیار شخص اور ادارے کے ذمہ داران کو ہوگا جس نے ان عبادات کے لیے تصویر کے منکر کو لازم کیا ہے۔ جبکہ............

اولاً: تصویری تبلیغ کا عبادت ہونا مسلم نہیں یعنی کسی مسلم فقیہ علیہ الرحمۃ نے تصویر وغیرہ منکر کے ذریعے تبلیغ کو دین کی تبلیغ اور عبادت و معروف نہیں فرمایا بلکہ اکابر علمائے کرام علیہم الرحمۃ نے صراحۃً اس کے منکر اور گناہ ہونے کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ علامہ بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اوپر گزر چکا کہ ''ہم اس طریقہ تبلیغ کے مکلّف نہیں'' بلکہ حضرت رحمہ اللہ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ '' دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی''۔

ثانیاً: اس کا ارتکاب اپنے اختیار اور خوشی سے کیا جاتا ہے۔

ثالثاً: تصویری تبلیغ کے سوا تبلیغ کے منکرات سے پاک، مؤثر، مہذب اور شائستہ طریقے موجود ہیں۔

لٰہذا یہ دلیل قیاس مع الفارق اور مردود ہے۔

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر۲﴾

اس کے ذریعے سے ان لوگوں تک قرآنی مضامین اور دین کی باتیں پہنچانا مقصود ہے جو

مساجد، خانقاہوں اور دیگر دینی محافل ومجالس اور بیانات میں نہیں آتے۔

جواب: الحمد للہ حضرات اکابر علیہم الرحمۃ نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے ٹی وی اور ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغِ دین کو ناجائز، حرام اور بے دینی کی اشاعت اور احکامِ دینیہ کو پامال کرنا فرمایا ہے۔ حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) تصویری اور فلمی تبلیغ کے ہم مکلّف نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) فلمی تبلیغ کا انجام یہ ہے کہ تبلیغ کے نام پر شریعت کے ایک ایک حکم کو پامال کرنا پڑے گا۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۳) فلم، تصویر وغیرہ ناجائز ذرائع سے تبلیغ میں کامیابی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۴) فلمی اور تصویری تبلیغ کو حرام کہنے والے ہی محقق اور خدا ترس علماء ہیں۔

(مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۵) کئی گھرانے فلمی تبلیغ کے جواز کے بہانے سے ہر فحش ڈرامے اور فلم کے عادی ہوگئے۔ (مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

(تفصیلی اقتباسات ماقبل میں صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ ہوں)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر ۳﴾

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آجکل تصویر کا عام رواج ہو چکا ہے، کوئی محفل ومجلس اس سے خالی نہیں، عوام تو عوام علماء بھی لیتے ہیں، تو کب تک اس کو ناجائز کہتے رہیں گے؟

جواب:

اس دلیل کا جواب ''مولانا شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (جامعہ مسیح العلوم بنگلور) نے اپنی ایک تحریر میں دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

..........مگر اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر تمام حرام کاموں کو جائز ہو جانا چاہیے، کیونکہ آج شراب بھی عام ہے،موسیقی و گانا بجانا بھی عام ہے،موبائیل فون سے گانے بجانے کی ٹیون ہم نے علماء کو بھی رکھتے دیکھا ہے،اور بے پردگی بھی عام ہے،سود و جوا بھی عام ہے،اور رشوت خوری کا بھی خوب چلن ہے، بلکہ غور کرنا چاہیے کہ کونسا گناہ ایسا ہے جو آج کے معاشرے میں رواج نہیں پا رہا ہے، لہٰذا یہ سب کے سب حرام کام اس لیے جائز ہو جانے چاہیں کہ ان کا رواج عام ہو گیا ہے،لہٰذا کب تک اس کو حرام کہتے رہیں؟**لا حول ولا قوۃ الا باللہ** ،اگر یہ مفتیانہ منطق چل جائے تو اسلام کا خدا ہی حافظ!

یہاں ان مفتی صاحب کی دلیل کے جواب میں صرف یہ بات کافی ہے کہ ہم حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ ''گناہ بے لذت'' سے ایک عبارت نقل کیے دیتے ہیں، بغور ملاحظہ کیجئے: حضرت لکھتے ہیں کہ:

''آج کل یہ گناہ اس قدر وباء کی طرح تمام دنیا پر چھا گیا ہے کہ اس سے پرہیز کرنے والے کو زندگی کے ہر شعبے میں مشکلات ہیں،ٹوپی سے لے کر جوتے تک کوئی چیز بازار میں تصویر سے خالی ملنا مشکل ہو گیا ہے،گھریلو استعمال کی چیزیں، برتن ،چھتری ،دیا سلائی، دواؤں کے ڈبے اور بوتلیں اخبارات و رسائل یہاں تک کہ مذہبی اور اصلاحی کتابیں بھی اس گناہ عظیم سے خالی نہ رہیں **فالی اللہ المشتکی** !اور غور کیا جائے تو ان میں سے اکثر حصہ تصاویر کا محض بے کار و بے فائدہ، گناہ بے لذت ہے،مسلمان کو چاہیے کہ گناہ کے عام ہو جانے سے اس کو ہلکا نہ سمجھے، بلکہ زیادہ اہمیت کے ساتھ اس سے بچنے اور دوسرے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں۔(گناہِ بے لذت:۵۲)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب جیسے اپنے زمانے کے مفتیِ بے مثال تو تصویر کے عام ہو جانے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ عام ہو جانے سے دھوکہ نہ کھائیں اور اس کو ہلکا نہ سمجھیں بلکہ اس سے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں اور یہ جدید الخیال و روشن خیال مفتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ جب یہ عام ہوگئی تو اب حرام کو حرام نہیں بلکہ حلال کہو۔ **فیا للعجب!**

(اقتباس از تحریر مولانا شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم، جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور)

تفصیلی تحریر ہماری کتاب ''ڈیجیٹل تصویر اور ٹی وی چینل کے ذریعے تبلیغ'' میں ملاحظہ ہو۔

﴿بے سند گفتگو اور اس پر تبصرہ﴾

کاغذ اور دیوار کی تصویر......اور......اسکرین کی تصویر میں درج ذیل فروق بیان کیے جاتے ہیں، ذیل میں یہ فروق اور ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

(فرق نمبر ۱) ''اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا جبکہ کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے''۔

تبصرہ: (۱) اس فرق کی وجہ سے حلت اور حرمت میں فرق آتا ہے یا نہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے؟ کس فقیہ علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے کہ سایہ دار تصویر اور مجسمہ حرام ہے اور غیر سایہ دار تصویر جائز ہے؟

حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو تصریح فرمائی ہے کہ ''**ذو ظـــــــل**......سایہ دار''......اور......''**غیر ذی ظل**......غیر سایہ دار'' دونوں حرام ہیں۔

قال العلامة النووی رحمه الله تعالیٰ : ...... و لافرق فی هذا كله بين ماله ظل و ما لاظل له هذا تلخيص مذهبنا فی المسألة و بمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة و التابعين و من بعدهم و هو مذهب الثوری و مالك و أبی حنيفة و غيرهم. (شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۹۹/۲، ط:قدیمی)

لہٰذا اس فرق کا بیان بے سود ہوا۔

(۲) یہ فرق کہ ...... ''کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے اور اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا'' ......اتنا غلط اور باطل ہے کہ وہ عوام جن کا علماء سے تھوڑا بہت تعلق ہے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس پر علماء نے تفصیل سے لکھا ہے کہ جاندار کے مجسمہ اور مورتی کا سایہ ہوتا ہے اور دیوار اور کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، لہٰذا دونوں میں سایہ کی بنیاد پر فرق کرنا غلط اور حق کے خلاف ہے۔

تعجب ہے کہ کاغذ کی تصویر کو سایہ دار کیسے کہا جاتا ہے؟ جبکہ سب جانتے ہیں کہ سایہ کاغذ کا ہوتا ہے، کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا نہیں ہوتا کیونکہ سطح عرض ہے نہ کہ جوہر اور عرض کا سایہ نہیں ہوتا۔ جیسے رنگ دار کپڑے کے سائے کو کوئی ذی عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ رنگ کا سایہ ہے، کپڑے کا سایہ نہیں۔

(فرق نمبر۲) اسکرین کی تصویر کو چھوا نہیں جا سکتا جبکہ کاغذی تصویر کو چھوا جا سکتا ہے۔

تبصرہ :(۱) چھونے اور نہ چھونے پر حلت و حرمت کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟۔ از لیس فلیس۔ یعنی جب اس فرق سے حکم میں فرق کا کوئی فقیہ علیہ الرحمۃ قائل نہیں تو اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

(۲) اگر کاغذی تصویر کی پلاسٹک کوٹنگ کی جائے یا دیوار کی تصویر پر شیشہ لگایا جائے تا کہ تصویر چھونے سے محفوظ ہو جائے تو یہ جائز ہونا چاہیے۔ جبکہ آج تک اس کے جواز کا فتوی کسی نے بھی نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ فرق بے سود اور غیر مؤثر ہے۔

(فرق نمبر۳) اسکرین کی تصویر کو پکڑا نہیں جا سکتا جبکہ کاغذی تصویر پکڑی جا سکتی ہے۔

تبصرہ : (۱) اس فرق پر حکم کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟

(۲) کاغذی تصویر میں بھی تصویر نہیں پکڑی جاتی بلکہ کاغذ پکڑا جاتا ہے، کیونکہ تصویر تو ایک

عرض ہے، جس کا مستقل اور بالذات وجود نہیں اور عرض کو پکڑنا ناممکن ومحال ہے۔ دیکھیے! رنگ دار کپڑے کو اگر کوئی پکڑے تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے کپڑے کو پکڑا ہے نہ کہ رنگ کو پکڑا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ بدوں کپڑے صرف رنگ کو کوئی پکڑ سکے۔

جس طرح وہ کاغذ جس پر تصویر ہوتی ہے کو پکڑا جاسکتا ہے بدوں کاغذ صرف تصویر کو پکڑنا ناممکن اور محال ہے اسی طرح جس اسکرین پر تصویر نمودار اور ظاہر ہوتی ہے وہ بھی کاغذ کی طرح جوہر ہے جو پکڑا جاسکتا ہے بدوں اسکرین صرف تصویر نہیں پکڑی جاسکتی، لہٰذا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(فرق نمبر۴) ''اسکرین کی تصویر صرف اسکرین پر ہمیں محسوس ہوتی ہے، اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ہوتی، اگر کوئی موبائل کو اوپر سے توڑنا شروع کرے اور آخر تک توڑتا اور کھرچتا رہے تو بھی اس کو اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ملے گی۔ اس فرق کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ اور دیوار کی تصویر کے پیچھے گویا کہ تصویر کا مادہ موجود ہے جبکہ اسکرین کی تصویر کے پیچھے کوئی مادہ نہیں۔

تبصرہ : (۱) کیا اس فرق پر حلت وحرمت کا مدار ہے؟ اس کا حوالہ ضروری ہے۔

(۲) یہ فرق بھی اعجوبہ بالائے اعجوبہ ہے، کیونکہ اسکرین کی سطح پر جو تصویر نظر آرہی ہے، اسکرین کے پیچھے اس تصویر کا مادہ میموری کارڈ اور ہارڈ ڈسک وغیرہ میں ہونا سب جانتے ہیں، اگرچہ کھرچنے سے ہم اس جیسی تصویر تک نہیں پہنچ سکتے جبکہ کاغذی اور دیوار کی تصویر کے پیچھے اس تصویر کے مادہ کا کسی بھی صورت میں نہ ہونا سب جانتے ہیں نیز اگر کوئی کاغذ اور دیوار کو کھرچنا شروع کردے تو کھرچتے کھرچتے آگے نکل جائے گا لیکن نہ یہ تصویر اس کو ملے گی اور نہ زیرو(0) اور ون(1) کے اعداد کے جوڑوں میں اس کا مادہ اور میموری ملے گی۔

نیز اس فرق کی بنیاد پر تو کوئی اباحیت کا پرستار یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اسکرین کی تصویر جس کے پیچھے مادہ بھی ہے وہ جائز ہے تو کاغذی اور دیواری تصویر تو بطریق اولیٰ جائز ہونی چاہیے

کیونکہ اس کے پیچھے نہ تصویر ہے اور نہ مادہ۔

الحاصل! حق بات یہ ہے کہ جب کاغذی اور دیواری تصویر بدوں مادہ ناجائز ہے تو اسکرین کی تصویر بطریق اولیٰ ناجائز اور حرام ہوگی۔

(فرق نمبر۵) وہ تصویر حرام ہے جو سیاہی سے بنائی جائے۔اگر روشنی سے بنائی جائے تو وہ حرام نہیں، چونکہ اسکرین پر جو تصویر کی صورت نظر آتی ہے وہ بجلی کی روشنی ہے لہٰذا اس کو تصویر نہیں کہا جاسکتا۔

تبصرہ: یہ فرق تین وجوہ سے ایک غلط فہمی ہے:

(۱) تصویر کے سلسلے میں یہ فرق کس کتاب میں ہے؟ کہ سیاہی سے پھر سیاہی کی فلاں قسم سے یا فلاں طریقے سے بنائی جائے تو جائز ہے اور فلاں طریقے اور رنگ سے ناجائز ہے؟

ماضی میں بعض نے کیمرے کی کاغذی اور مطبوعہ (پرنٹ شدہ) تصویر کو طریقے اور رنگوں کے فرق کی بنیاد پر جائز کہا تھا لیکن اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس فرق کو رد کرتے ہوئے جواب دیا کہ تصویر کے عدمِ جواز میں آلات کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا، نیز اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں بنیادی فرق بتاتے ہوئے فرمایا کہ صنعت ہر صورت میں ہے، اور صنعت کے بعد جو شبیہ بنتی ہے اسے تصویر کہا جاتا ہے۔لہٰذا دو وجہ سے روشنی اور شعاعوں سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہی ہے: ایک یہ کہ اس میں رنگوں کے فرق کے معتبر ہونے کی کوئی دلیل نہیں ۔دوسرا یہ کہ یہ انسانی صنعت کے بعد وجود میں آئی ہے۔

(۲) کیا اسکرین پر اگر روشنی سے اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کریم لکھا جائے تو اس کی بے حرمتی جائز ہوگی؟ ظاہر ہے کہ آج تک کسی نے بھی اس کو جائز نہیں کہا۔ جب روشنی سے لکھے ہوئے نقوش کا کسی درجے میں اعتبار ہے تو روشنی سے بنائی ہوئی تصویر کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

(۳) سینما کے پردے پر بھی روشنی سے تصاویر دکھائی جاتی ہیں اور ان کو سب تصویر اور حرام

فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ روشنی سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہے اور حرام ہے۔ روشنی کی وجہ سے اس کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔

﴿براہ راست (live) منظر کا حکم﴾

یہ بھی تصویر ہے جس کا کھینچنا، دیکھنا اور دکھانا ناجائز و حرام ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور دوسرا اس شے کا باقی رہنا، وجود الگ چیز ہے اور بقاء الگ چیز ہے۔

بعض چیزوں کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہوتی ہیں اور بعض میں دونوں ناجائز ہوتی ہیں اور بعض میں ایک جائز اور ایک ناجائز۔ مثلاً

(۱) درخت کی تصویر......اس کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہیں۔

(۲) فرش پر تصویر (جو پاؤں تلے روندی جاتی ہے)......اس کا وجود ناجائز ہے اور بقاء جائز ہے۔

(۳) اسکرین، دیوار وغیرہما کی بڑی تصویر......اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں۔

براہِ راست تصویر (لائیو منظر کشی) نمبر۳ میں داخل ہے، اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں، چونکہ اس کا وجود ناجائز ہے اور اس صورت میں تصویر کا وجود ہوتا ہے البتہ بقاء نہیں ہوتی کیونکہ کیمرہ جب تک تصویر لے کر بناتا نہیں، آگے دکھا نہیں سکتا۔ البتہ اس صورت میں بنا کر دکھانے کے بعد وہ مٹ جاتی ہے یا مٹا دی جاتی ہے، باقی نہیں رہتی تو اس میں وجود کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی دیوار پر تصویر بنا کر کپڑے وغیرہ سے مٹا دے تو اس میں وجود اور بنانے کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام منکرات خصوصاً تصویر جیسے منکرِ عظیم سے بچائیں اور تمام منکرات کے ختم کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔